

حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا(پہلی قسط)

<?xml encoding="UTF-8?">

والدین ماجدین

آپ کے والد ماجد ساتویں امام باب الحوائج حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اور مادر گرامی نجمہ خاتون ہیں جو امام رضا علیہ السلام کی بھی والدہ ماجدہ ہیں۔ (1)

ولادت تا ہجرت

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا(2) نے یکم ذی القعدہ ۱۷۳ ھ کو مدینہ منورہ کی سرزمین پر اس جہان میں قدم رنجہ فرمایا اور ۲۸ سال کی مختصر سی زندگی میں دس ۱۰ (3) یا بارہ ۱۲ (4) ربیع الثانی ۲۰۱ ھ میں شہر قم میں اس دار فانی کو وداع کر دیا۔

اس عظیم القدر سیدہ نے ابتدا ہی سے ایسے ماحول میں پرورش پائی جہاں والدین اور بہن بھائی سب کے سب اخلاقی فضیلتوں سے آراستہ تھے۔ عبادت و زہد، پارسائی اور تقویٰ، صداقت اور حلم، مشکلات و مصائب میں صبر و استقامت، جود و سخا، رحمت و کرم، پاکدامنی اور ذکر و یاد الہی، اس پاک سیرت اور نیک سرشت خاندان کی ابھری ہوئی خصوصیات تھیں۔ سب برگزیدہ اور بزرگ اور ہدایت و رشد کے پیشوا، امامت کے درخشان گوہر اور سفینہ بشریت کے بادی و ناخدا تھے۔

علم و دانش کا سرچشمہ

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا نے ایسے خاندان میں پرورش پائی جو علم و تقوا اور اخلاقی فضایل کا سرچشمہ تھا۔ آپ سلام اللہ علیہا کے والد ماجد حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھایا۔ امام رضا علیہ السلام کی خصوصی توجہات کی وجہ سے امام ہفتم کے سارے فرزند اعلیٰ علمی اور معنوی مراتب پر فائز ہوئے اور اپنے علم و معرفت کی وجہ سے معروف و مشہور ہو گئے۔ ابن صباغ ملکی کہتے ہیں: "ابوالحسن موسیٰ المعروف "کاظم" کے ہر فرزند کی اپنی ایک خاص اور مشہور فضیلت ہے۔"

اس میں شک نہیں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے فرزندوں میں حضرت رضا علیہ السلام کے بعد علمی اور اخلاقی حوالے سے حضرت سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کا علمی اور اخلاقی مقام سب سے اونچا ہے۔ یہ والا مقام حضرت سیدہ معصومہ کے ناموں اور القاب اور ان کے بارے میں ائمہ کی زبان مبارک سے بیان ہونے والی تعاریف و توصیفات سے آشکار ہے۔ اور اس حقیقت سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ معصومہ بھی ثانی زہرا

حضرت زینب کی مانند "عالمہ غیر مُعَلَّمہ" ہیں۔ (عالمہ ہیں مگر ان کا استاد نہیں ہے اور علم انہیں کسی نے سکھایا نہیں ہے)۔

فضائل کا مظہر

حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا فضائل و مراتب و مقامات عالیہ کا مظہر ہیں۔ معصومین علیہم السلام کی روایات آپ سلام اللہ علیہا کے لئے نہایت اونچے مقامات و مراتب کی دلیل ہیں۔

روی القاضی نور اللہ عن الصادق علیہ السلام قال: ان للہ حرماً و هو مکة ألا ان لرسول اللہ حرماً و هو المدينة ألا و ان لاميرالمؤمنین علیہ السلام حرماً و هو الکوفہ الا و ان قم الکوفۃ الصغیرۃ ألا ان للجنة ثمانیہ ابواب ثلاثہ منها الی قم تقبض فیہا امرأۃ من ولدی اسمہا فاطمہ بنت موسی علیہا السلام و تدخل بشفاعتہا شیعتی الجنة باجمعہم۔ (5)

قاضی نور اللہ رحمہ روایت کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جان لو کہ خدا کے لئے ایک حرم ہے اور وہ مکہ ہے؛ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے بھی ایک حرم ہے اور وہ مدینہ ہے؛ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے بھی ایک حرم ہے اور وہ کوفہ ہے۔ جان لو کہ قم ہمارا چھوٹا کوفہ ہے، جان لو کہ جنت کی آٹھ دروازے ہیں جن میں سے تین دروازے قم کی جانب کھلتے ہیں۔ میرے فرزندوں میں سے ایک خاتون – جن کا نام فاطمہ ہے – قم میں رحلت فرمائیں گی جن کی شفاعت سے ہمارے تمام شیعہ بہشت میں وارد ہونگے۔"

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کا علمی مقام

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا عالم تشیع کی نہایت گرانقدر اور والا مقام خاتون ہیں جن کا علمی مقام بہت اونچا ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز شیعیان محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ایک گروہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کی ملاقات کے لئے مدینہ منورہ مشرف ہوا۔ چونکہ امام علیہ السلام سفر پر تشریف لے گئے تھے اور یہ لوگ آپ علیہ السلام سے سوالات پوچھنے آئے تھے لہذا انہوں نے اپنے سوالات حضرت فاطمہ معصومہ کے سپرد کئے – جو ابھی نوعمر بچی ہی تھیں – یہ لوگ دوسرے روز ایک بار پھر امام علیہ السلام کی درگاہ پر حاضر ہوئے مگر امام علیہ السلام ابھی نہیں لوٹے تھے؛ چنانچہ انہوں نے اپنے سوالات واپس مانگے۔ مگر انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ سیدہ معصومہ نے ان کے جوابات بھی تحریر کر رکھے تھے۔ جب ان لوگوں نے اپنے سوالات کے جوابات کا مشاہدہ کیا، بہت خوش ہوئے اور نہایت تشکر اور امتنان کے ساتھ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاق سے راستے میں ہی ان کا سامنا امام موسی کاظم علیہ السلام سے ہوا اور انہوں نے اپنا ماجرا امام علیہ السلام کو کہہ سنایا۔ امام علیہ السلام نے سوالات اور جوابات کا مطالعہ کیا اور فرمایا: باپ اس پر فدا ہو – باپ اس پر فدا ہو – باپ اس پر فدا ہو۔

قم کی تقدس کا راز

متعدد احادیث میں قم کے تقدس پر تاکید ہوئی ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے قم کو اپنا اور اپنے بعد آنے والے اماموں کا حرم قرار دیا ہے اور اس کی مٹی کو پاک و پاکیزہ توصیف فرمایا ہے:- امام علیہ السلام فرماتے ہیں: "الا انّ حرمی و حرم ولدی بعدی قم" (6)

آگاہ رہو کہ میرا حرم اور میرے بعد آنے والے پیشواؤں کا حرم قم ہے۔

امام صادق علیہ السلام ہی اپنی مشہور حدیث میں اہل رے سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔۔۔ وان لامیرالمؤمنین علیہ السلام حرماً و هو الکوفہ الا و انّ قم الکوفۃ الصغیرۃ ألا ان للجنة ثمانیہ ابواب ثلاثہ منها الی قم۔۔۔ = اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے بھی ایک حرم ہے اور وہ کوفہ ہے۔ جان لو کہ قم ہمارا چھوٹا کوفہ ہے، جان لو کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے تین دروازے قم کی جانب کھلتے ہیں۔ امام علیہ السلام قم کے تقدس کی سلسلے میں اپنی حدیث کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں: "۔۔۔ تقبض فیہا امرأة من ولدی اسمہا فاطمہ بنت موسی علیہا السلام و تدخل بشفاعتہا شیعتی الجنة با جمعہم = میرے فرزندوں میں سے ایک خاتون - جن کا نام فاطمہ بنت موسی ہے - قم میں رحلت فرمائیں گی جن کی شفاعت سے ہماری تمام شیعہ بہشت میں وارد ہونگے۔"

راوی کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت سے بھی پہلے امام صادق علیہ السلام سے سنی تھی۔ یہ حدیث قم کے تقدس کا پتہ دیتی ہے اور قم کی شرافت و تقدس کے راز سے پردہ اٹھاتی ہیں؛ اور یہ کہ اس شہر کا اتنا تقدس اور شرف - جو روایات سے ثابت ہے - ریحانہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، کریمہ اہل بیت سلام اللہ علیہا کے وجود مبارک کی وجہ سے ہے جنہوں نے اس سرزمین میں شہادت پاکر اس کی خاک کو حور و ملائک کی آنکھوں کا سرمہ بنادیا ہے۔

سیدہ نے بھی قم کا انتخاب کیا

امام رضا علیہ السلام کے مجبوراً شہر مرو سفر کرنے کے ایک سال بعد ۲۰۱ھ قمری میں آپ اپنے بھائیوں کے ہمراہ بھائی کے دیدار اور اپنے امام زمانہ سے تجدید عہد کے قصد سے عازم سفر ہوئیں راستہ میں ساوہ پہنچیں لیکن چونکہ وہاں کے لوگ اس زمانے میں اہلبیت کے مخالف تھے لہذا انہوں نے حکومتی کارندوں کے ساتھ مل کر قافلے پر حملہ کر دیا اور جنگ چھیڑ دی جس کے نتیجے میں قافلے میں سے بہت سارے افراد شہید ہو گئے (7) حضرت غم و الم کی شدت سے مریض ہو گئیں اور ایک روایت کی مطابق ساوہ میں ایک عورت نے آپ کو مسموم کر دیا (8) جس کی وجہ سے آپ سلام اللہ علیہا بیمار پڑ گئیں اور محسوس کیا کہ اب خراسان نہ جاسکیں گی اور اب زیادہ دیر تک زندہ بھی نہیں رہیں گی چنانچہ فرمایا: مجھے شہر قم لے چلو کیونکہ میں نے اپنے بابا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: قم ہمارے شیعوں کا مرکز ہے۔ (9) اس طرح حضرت وہاں سے قم روانہ ہو گئیں۔ دشمنان اہل بیت کا اس قافلے سے نبرد آزما ہونا اور بعض حضرات کا جام شہادت نوش فرمانا اور وہ دیگر نامساعد حالات ایسے میں حضرت کا حالت مرض میں وہاں سے سفر کرنا، ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات کو قبول کرنا بعید نہیں ہے کہ سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا بھی عباسی جلادوں کی حکم پر مسموم کی گئی تھیں۔

بزرگان قم جب اس مسرت بخش خبر سے مطلع ہوئے تو حضرت کے استقبال کے لئے دوڑ پڑے، موسیٰ بن خزرج اشعری نے اونٹ کی زمام ہاتھوں میں سنبھالی اور فاطمہ معصومہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اہل قم کے عشق اہلبیت سے لبریز سمندر کے درمیان وارد ہوئیں۔ موسیٰ بن خزرج کے ذاتی مکان میں نزول اجلال فرمایا۔ (10)

غروب غمگین

بی بی مکرّمہ نے ۱۷ دن اس شہر امامت و ولایت میں گزارے، مسلسل مشغول عبادت رہیں اور اپنے پروردگار سے راز و نیاز کرتی رہیں اس طرح اپنی زندگی کے آخری ایام بھی خضوع و خشوع الہی کے ساتھ بسر فرمائے۔ آخر کار وہ ذوق و شوق نیز وہ تمام خوشیاں جو کوکب ولایت کے آنے اور دختر فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی زیارت سے اہل قم کو میسر ہوئی تھیں یکایک نجمہ عصمت و طہارت کے غروب سے حزن و اندوہ کے سمندر میں ڈوب گئیں لقاء اللہ کے لئے بے قرار روح قفس خاکی سے بسوئے افلاک پرواز کر گئی۔ سیدہ نے دعوت حق کو لبیک کہی اور عاشقان امامت و ولایت عزادار ہو گئے۔

یہ سنہ 201 ہجری کا واقعہ ہے۔ سلام ہو اسلام کی اس عظیم المرتبت خاتون پر روز طلوع سے لے کر لمحہ غروب تک۔

سلام و درود معصومہ سلام اللہ علیہا کی روح تابناک پر جن کے حرم منور نے قم کی ریگستانی سرزمین کو نورانیت بخشی۔ سلام ہو دنیا کی خواتین کی سیدہ سلام اللہ علیہا، مہر محبت کے پیامبروں کی لادلی پر، دختر سرداران جوانان جنت پر۔

اے فاطمہ! روز قیامت ہماری شفاعت فرما، کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاص مقام و منزلت کی مالک ہیں۔ ہاں بی بی معصومہ سلام اللہ علیہا نے حضرت زینب علیا مقام سلام اللہ علیہا کی طرح اپنے پر برکت سفر میں حقیقی پیشواؤں کی حقانیت کے سلسلے میں امامت کی سند پیش کردی اور مأمون کے چہرے سے مکر و فریب کی نقاب نوچ لی۔ قہرمان کربلا کی طرح اپنے بھائی کے قاتل کی حقیقت کو طشت از بام کردیا۔ فقط فرق یہ تھا کہ اس دور کے حسین علیہ السلام کو مکر و فریب کے ساتھ قتلگاہ بنی عباس میں لے جایا گیا تھا۔ اسی اثناء میں تقدیر الہی اس پر قائم ہوئی کہ اس حامی ولایت و امامت کی قبر مطہر ہمیشہ کے لئے تاریخ میں ظلم و ستم اور بے انصافی کے خلاف قیام کا بہترین نمونہ اور ہر زمانے میں پیروان علی علیہ السلام کے لئے ایک الہام الہی قرار پائے۔ آپ سلام اللہ علیہا جیسوں کی موت شہادت نہ ہو تو کیا ہو؟

آپ سلام اللہ علیہا نے خاندان پیغمبر صل اللہ علیہ و آلہ کے چند افراد اور محبان اہلبیت کے ہمراہ مدینے سے سفر کر کے ثابت کردیا کہ ہر زمانے میں حقیقی اور خالص محمدی اسلام کے تربیت یافتہ جیالوں نے مادی و طاغوتی طاقتوں کے سامنے حق کا اظہار کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے یزید کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا ”انی استصغرک“ (11) میں تجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہوں اور تجھے بہت ذلیل و رسوا سمجھتی ہوں۔

تدفین کی رسومات

شفیعہ روز جزا کی وفات حسرت آیات کے بعد ان کو غسل دیا گیا۔ تدفین پہنایا گیا پھر قبرستان بابلان کی طرف آپ کی تشییع کی گئی۔ لیکن دفن کے وقت محرم نہ ہونے کی وجہ سے آل سعد مشکل میں پھنس گئے۔ آخر کار

ارادہ کیا کہ ایک ضعیف العمر بزرگ اس عظیم کام کو انجام دیں، لیکن وہ بزرگ اور دیگر بزرگان اور صلحائے شیعہ اس امر عظیم کی ذمہ داری اٹھانے کے لائق نہ تھے کیونکہ معصومہ اہل بیت سلام اللہ علیہا کے جنازے کو ہر کوئی سپرد خاک نہیں کرسکتا تھا۔ لوگ اسی مشکل میں اس ضعیف العمر بزرگ کی آمد کے منتظر تھے کہ ناگہاں لوگوں نے دو سواروں کو آتے ہوئے دیکھا وہ ریگزاروں کی طرف سے آرہے تھے۔ جب وہ لوگ جنازے کے نزدیک پہنچے تو نیچے اترے اور کچھ کہے سنے بغیر نماز جنازہ پڑھی اور اس ریحانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے جسد اطہر کو داخل سرداب دفن کردیا۔ اور کسی سے گفتگو کئے بغیر سوار ہوئے اور واپس چلے گئے اور کسی نے بھی ان لوگوں کو نہ پہچانا۔ (12)

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد فاضل لنکرانی (رہ) فرماتے ہیں کہ بہ امر بعید نہیں ہے کہ یہ دو بزرگوار دو امام معصوم رہے ہوں کہ جو اس امر عظیم کی انجام دہی کے لئے قم تشریف لائے اور چلے گئے۔ سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کو دفن کرنے کے بعد موسیٰ بن الخزرج نے حصیر و بوریا کا ایک سائبان قبر مطہر پر ڈال دیا وہ ایک مدت تک باقی رہا۔ مگر حضرت زینب بنت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام قم تشریف لائیں تو انہوں نے مقبرے پر اینٹوں کا قبہ تعمیر کرایا۔ (13)

زیارت حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا

روایات کی منظر سے دعا اور زیارت گوشہ تنہائی سے پر کھول کر لقاء اللہ تک عروج کرنے کا نام ہے۔ خالص معنویت کے شفاف چشمے کے آب گوارا سے بھرا ہوا شفاف جام ہے؛ اور حضرت معصومہ کے حرم کی زیارت زمانے کی غبار آلود فضا میں امید کی کرن ہے، غفلت اور بے خبری کے بہنور میں غوطہ کھانے والی روح کی فریاد ہے اور بہشت کی بوستانوں سے اٹھی ہوئی فرح بخش نسیم ہے۔

حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے مرقد منور کی زیارت انسان کو خوداعتمادی کا درس دیتی ہے، اس ناامیدی کی گرداب میں ڈوبنے سے بچا دیتی ہے اور اس کو مزید ہمت و محنت کی دعوت دیتی ہے۔ کریمہ اہل بیت سلام اللہ علیہا کے مزار کی زیارت اس امر کا باعث ہوتی ہے کہ زائر اپنے آپ کا خداوند صمد کے سامنے نیازمنداور محتاج پائے، خدا کے سامنے خضوع و خشوع اختیار کرے، غرور و تکبر کی سواری – جو تمام بدبختیوں اور شقاوتوں کا موجب ہے – سے نیچے اتر آئے اور حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ قرار دے۔ اسی وجہ سے آپ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے لئے عظیم انعامات کا وعدہ دیا گیا ہے۔ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کے سلسلے میں ائمہ معصومین سے متعدد احادیث و روایت نقل ہوئی ہیں۔

1- قم کے نامور محدث "سعد ابن سعد" کہتے ہیں کہ: "میں امام رضا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو امام ہشتم علیہ السلام نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "ای سعد! ہماری ایک قبر تمہارے ہاں ہے۔" میں نے عرض کیا: "میری جان آپ پر فدا ہو؛ کیا آپ فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر کے مزار کی بات کر رہے ہیں؟ فرمایا: "من زارھا فلہ الجنۃ؛ جو شخص ان کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی زیارت کرے، اس کے لئے بہشت ہے۔" (14)

2- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: "من زارھا عارفاً بحقھا فلہ الجنۃ = جو کوئی ان کی زیارت کرے جنت اس پر واجب اور ان کے حق کی معرفت رکھتا ہو اس پر جنت واجب ہے" (15)۔ اور ایک اور

حدیث میں ہے کہ: "ان کی زیارت بہشت کے ہم پلہ ہے۔"

3 – نیز فرمایا: "انّ زیارتها تعدل الجنّة؛ جو شخص ان کی زیارت کرے اس کی جزا بہشت ہے۔"

4 – امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "من زار المعصومة عارفاً بحقّها فله الجنّة؛ جو شخص از روئے معرفت آپ کی زیارت کرے اس کا انعام جنت ہے۔" (16)

5 – نیز فرمایا "من زار المعصومة بقم کمن زارنی؛ جو شخص قم میں حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کرے، گویا اس نے میری زیارت کی ہے۔"

6- عن علیہما السلام قال: اس سلسلے میں روایت ہے کہ ابن الرضا امام محمد تقی الجواد علیہ السلام نے فرمایا: "من زار قبر عمتی بقم فله الجنّة (17) جو شخص قم میں میری پھوپھی کی زیارت کرے بہشت اس پر واجب ہے۔"

7 – ایک مؤمن امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے مشہد گیا اور وہاں سے کربلا روانہ ہوا اور ہمدان کے راستے کربلا چلا گیا۔ سفر کے دوران اس نے خواب میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کی اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا ہوتا اگر تم سفر کے دوران قم سے عبور کرتے اور میری ہمیشیرہ کی زیارت کرتے؟"

8 – مولیٰ حیدر خوانساری لکھتے ہیں: روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کے لئے نہ آسکے رے میں میرے بھائی (حمزہ) کی زیارت کرے یا قم میں میری ہمیشیرہ معصومہ کی زیارت کرے اس کو میری زیارت کا ثواب ملے گا۔ (18)

احادیث کی مختصر شرح

گو کہ یہ ساری احادیث حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کی دلیل ہیں مگر این روایات میں بعض نکات قابل تشریح ہیں:

جیسے: جنت کا واجب ہونا، جنت کے برابر ہونا، بہشت کا مالک ہوجانا، جو لفظ "لہ" سے سمجھا جاتا ہے اور ان کی زیارت کا حضرت رضا علیہ السلام کی زیارت کے برابر ہونا اور حضرت رضا علیہ السلام کا اس شیعہ بھائی سے بازخواست کرنا جس نے حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت نہیں کی تھی۔

حضرت معصومہ علیہا السلام کی زیارت کی سفارش صرف ایک امام نے نہیں فرمائی ہے بلکہ تین اماموں (علیہم السلام) نے ان کی زیارت کی سفارش فرمائی ہے: امام صادق، امام رضا و امام جواد علیہم السلام۔ اور دلچسپ امر یہ کہ امام صارف علیہ السلام نے حضرت معصومہ کی ولادت با سعادت سے بہت پہلے بلکہ آپ سلام اللہ علیہا کے والد امام کاظم علیہ السلام کی ولادت سے بھی پہلے ان کی زیارت کی سفارش فرمائی ہے۔ دوسرا دلچسپ نکتہ پانچویں روایت ہے جس میں حضرت معصومہ کی زیارت امام رضا علیہ السلام کے ہم پلہ

قرار دیا گیا ہے۔ زید شحّام نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ: "یا بن رسول اللہ جس شخص نے آپ میں سے کسی ایک کی زیارت کی اس کی جزا کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: "جس نے ہم میں سے کسی ایک کی زیارت کی "کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم؛ اس شخص کی طرح ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ و علیہ و آلہ و سلم کی زیارت کی ہو" چنانچہ جس نے سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کی در حقیقت اس نے رسول خدا کی زیارت کی ہے۔ اور پھر حضرت رضا علیہ السلام – جو سیدہ معصومہ کی زیارت کو اپنی زیارت کے برابر قرار دیتے ہیں – فرماتے ہیں کہ: "الا فمّن زارنی و هو علی غسل، خرج من ذنوبہ کیوم ولدته امّہ؛ آگاہ رہو کہ جس نے غسل زیارت کر کے میری زیارت کی وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ وہ ماں سے متولد ہوتے وقت گناہوں سے پاک تھا"۔ ان احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ معصومہ سلام اللہ کی زیارت گناہوں کا کفارہ بھی ہے اور جنت کی ضمانت بھی ہے بشرطیکہ انسان زیارت کے بعد گناہوں سے پرہیز کرے۔

دو حدیثوں میں امام صادق اور امام رضا علیہما السلام نے زیارت کی قبولیت اور وجوب جنت کے لئے آپ سلام اللہ علیہا کے حق کی معرفت کو شرط قرار دیا ہے۔ اور ہم آپ سلام اللہ علیہا کی زیارت میں پڑھتے ہیں کہ "یا فاطمۃ اشفعی لی فی الجنّة، فَإِنَّ لَكَ عِنْدَ اللَّهِ شَأْنًا مِّنَ الشَّأْنِ = اے فاطمہ جنت میں میری شفاعت فرما کیونکہ آپ کے لئے خدا کے نزدیک ایک خاص شأن و منزلت ہے" امام صادق علیہ السلام کے ارشاد گرامی کے مطابق تمام شیعیان اہل بیت علیہ السلام حضرت سیدہ معصومہ سلام اللہ کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے اور زیارتنامے میں ہے کہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں کیوں کہ آپ کے لئے ایک خاص شأن و منزلت ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ یہ شأن، شأن ولایت ہے جو سیدہ سلام اللہ علیہا کو حاصل ہے اور اسی منزلت کی بنا پر وہ مؤمنین کی شفاعت فرمائیں گی اور اگر کوئی اس شأن کی معرفت رکھتا ہو اور آپ کی زیارت کرے تو اس پر جنت واجب ہے۔

زیارت اور اس کا فلسفہ:

قاموس شیعہ میں ایک مقدس و معروف کلمہ، کلمہ زیارت ہے اسلام میں جن آداب کی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے ان میں سے ایک اہل بیت علیہم السلام اور ان کی اولاد امجاد کی قبور مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا ہے۔ حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے اس امر کی بڑی تاکید ہے۔

مثلاً رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: من زارنی او زار احدا من ذریتی زرتہ یوم القیامۃ فانقذتہ من اھوائھا۔ (19)

جو میری یا میری اولاد میں سے کسی کی زیارت کرے گا مین قیامت کے دن اس کے دیدار کو پہنچوں گا اور اسے اس دن کے خوف سے نجات دلاؤں گا۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ من اتی قبر الحسین عارفا بحقہ کان کمن حج مائة حجة مع رسول اللہ (20)

جو معرفت حقہ کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا تو گویا اس نے ۱۰۰ سو حج رسول اللہ کے ساتھ انجام دیئے۔

ایک دوسری روایت میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام آپ کی زیارت ہزار حج و عمرہ کے برابر ہے۔ (21)

امام رضا علیہ السلام نے اپنی زیارت کے لئے فرمایا : جو شخص معرفت کے ساتھ میری زیارت کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (22)

امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا : جس نے عبد العظیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی گویا اس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ (23)

امام جواد علیہ السلام نے بھی امام رضا علیہ السلام کے لئے فرمایا:

اس شخص پر جنت واجب ہے جو معرفت کے ساتھ (طوس میں) ہمارے بابا کی زیارت کرے۔

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کف بارف میں وارد ہونے والی روایات بھی مندرجہ بالا سطور میں بیان ہوئیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ان فضائل و جزا کا فلسفہ کیا ہے؟ کیا یہ تمام اجر و ثواب بغیر کسی ہدف کے فقط ایک بار ظاہری طور پر زیارت کرنے والے کو میسر ہو جائے گا؟

در حقیقت زیارت کا فلسفہ یہ ہے کہ ہم ان کی تعلیمات سے آخرت کے لئے زاد راہ فراہم کریں اور خدا کی راہ میں اسی طرح قدم اٹھائیں جس طرح کہ ان بزرگوں نے اٹھائے۔ زیارت معصومین علیہ السلام کے سلسلے میں وارد ہونے والی اکثر احادیث میں شرط یہ ہے کہ ان کے حق کی معرفت کے ساتھ ہو تو تب ہی اس کا اخروی ثمرہ ملنے کی توقع کی جاسکے گی۔

یہ بزرگ ہستیاں، عالم بشریت کے لئے نمونہ اور مثال ہیں، ہمیں ان کا حق پہچان کر ان کی زیارت کے لئے سفر کی سختیاں برداشت کرنی ہیں اور ساتھ ہی خدا کی راہ میں ان کی قربانیوں اور قرآن و اسلام کی حفاظت کی غرض سے ان کی محنت و مشقت سے سبق حاصل کرنا ہے اور اپنی دینی اور دنیاوی حاجات کے لئے ان سے التجا کرنی ہے کہ ہماری شفاعت فرمائیں اور اس کے لئے ان کے حق کی معرفت کی ضرورت ہے۔

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کا ماثور زیارتنامہ

ہر بارگاہ میں ملاقات (زیارت) کا ایک خاص دستور ہوتا ہے۔ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں بھی مشرف ہونے کے خاص آداب ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی زیارت کے لئے معتبر روایتوں سے زیارت نامہ منقول ہے تا کہ مشتاقان زیارت ان نورانی جملوں کی تلاوت فرما کر رشد و کمال کی راہ میں حضرت سے الہام حاصل کرسکیں اور رحمت حق کی بی ساحل سمندر سی اپنی توانائی اور اپنے ظرف کے مطابق کچھ قطرے ہی اٹھا سکیں۔

حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے لئے ائمہ معصومین سے ماثور زیارت نامہ وارد ہوا ہے۔ سیدۃ العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بعد آپ سلام اللہ علیہا پہلی بی بی ہیں جن کے لئے ائمہ اطہار علیہم السلام کی طرف سے زیارت نامہ وارد ہوا ہے۔ تاریخ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد، حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت ابوالفضل علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت ام البنین، شریکۃ الحسین ثانی زہراء حضرت زینب، حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت حکیمہ خاتون اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت نرجس خاتون (سلام

اللہ علیہن اجمعین) جیسی عظیم عالی مرتبت خواتین ہو گذری ہیں جن کی مقام و منزلت میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مگر ان کے بارے میں معصومین سے کوئی مستند زیارتنامہ وارد نہیں ہوا ہے۔ مگر حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کے لئے زیارتنامہ وارد ہوا ہے اور یہ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کی نشانی ہے؛ تا کہ شیعیان و پیروکاران اہل بیت عصمت و طہارت بالخصوص خواتین اس عظمت کا پاس رکھیں اور روئے زمین پر عفت و حیاء اور تقویٰ و پارسائی کے عملی نمونے پیش کرتی رہیں، کہ صرف اسی صورت میں ہے آپ سلام اللہ علیہا کی روح مطہر ہم سے خوشنود ہوگی اور ہماری شفاعت فرمائیں گی۔

حضرت کا معتبر زیارت نامہ

سند زیارت حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی ایک معتبر زیارت ہے جسے علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں نقل فرمایا ہے۔ ہم پہلے اس کی سند پیش کرتے ہیں:

علی ابن ابراہیم اپنے پدر سے وہ سعد سے وہ امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے سعد تمہارے نزدیک ہماری ایک قبر ہے! میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوجاؤں کیا آپ فاطمہ بنت موسی بن جعفر علیہم السلام کی قبر کو بیان فرما رہے ہیں؟ فرمایا: ”ہاں“ جو بھی معرفت کے ساتھ ان کی زیارت کرے گا وہ مستحق بہشت ہے۔ جب بھی (تم حرم مشرف ہوتے ہو قبر کو دیکھ کر قبر شریف کے سربانے) یعنی ضریح کے شمال میں (رو بقبلہ کھڑے ہوجاؤ اور ۳۲ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھو) بالکل تسبیحات حضرت زہراء سلام اللہ علیہا کی مانند اور پھر کہو۔

متن زیارت

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَدَمَ صَفْوَةِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی نُوْحٍ نَّبِیِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی اِبْرٰهیمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُوسٰی کَلِیْمِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی عِیْسٰی رُوْحِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفٰی اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی بْنِ اَبِی طَالِبٍ، وَصِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا فَاطِمَةَ سَیِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا سِبْطَیْ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ، وَ سَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ، سَیِّدَ الْعَابِدِیْنَ وَ قُرَّةَ عَیْنِ النَّاطِرِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ، بِاَقْرَبِ الْعِلْمِ بَعْدَ النَّبِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ الْبَارِ الْاَمِیْنِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُوسٰی بْنَ جَعْفَرِ الطَّهَرِ الطُّهَرِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَلِیُّ بْنُ مُوْسٰی الرَّضَا الْمُرْتَضٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ التَّقِیِّ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّقِیِّ النَّاصِحِ الْاَمِیْنِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ، اَلسَّلَامُ عَلٰی الْوَصِیِّ مِنْ بَعْدِهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی ثَوْرِكَ وَ سِرَاجِكَ، وَ وَلٰی وَلَیِّكَ، وَ وَصِیِّ وَصِیِّكَ، وَ حُجَّتِكَ عَلٰی خَلْقِكَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ فَاطِمَةَ وَ خَدِیجَةَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ وَلِیِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اُخْتِ وَلِیِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّةَ وَلِیِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بِنْتَ مُوسٰی بْنَ جَعْفَرٍ، وَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتِهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ، عَرَفَ اللّٰهُ بَیِّنَا وَ بَیِّنَكُمْ فِی الْجَنَّةِ، وَ حَشَرْنَا فِی زُمْرَتِكُمْ، وَ اَوْرَدْنَا حَوْصَ نَبِیِّكُمْ، وَ سَقَانَا بِكَاسِ جَدِّكُمْ مِنْ یَدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ، اَسْأَلُ اللّٰهُ اَنْ یُرِیْنَا فِیْكُمْ السُّرُوْرَ وَ الْفَرَجَ، وَ اَنْ یَجْمَعَنَا وَ اِیَّاكُمْ فِی زُمْرَةِ جَدِّكُمْ مُحَمَّدٍ، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهِ، وَ اَنْ لَا یَسْلُبَنَا مَعْرَفَتَكُمْ، اِنَّهُ وَلِی قَدِیْرٌ۔ اَتَقَرَّبُ اِلَی

اللّٰهُ بِحُبِّكُمْ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْ أَعْدَائِكُمْ، وَ التَّسْلِيمِ إِلَى اللّٰهِ، رَاضِيًا بِهِ غَيْرَ مُنْكَرٍ وَ لَا مُسْتَكْبِرٍ وَ عَلَى يَقِينٍ مَا أَتَى بِهِ مُحَمَّدٌ - صلى الله عليه و آله - وَ بِهِ رَاضٍ، نَطْلُبُ بِذَلِكَ وَجْهَكَ يَا سَيِّدِي، اَللّٰهُمَّ وَ رِضَاكَ وَ الدَّارَ الْآخِرَةَ. يَا فَاطِمَةُ اِشْفَعِي لِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِنَّ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ شَأْنًا مِنَ الشَّأْنِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ اَنْ تُخَيِّرَ لِي بِالسَّعَادَةِ، فَلَا تَسْلُبْ مِنِّي مَا اَنَا فِيهِ، وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لَنَا، وَ تَقَبَّلْهُ بِكَرَمِكَ وَ عِزَّتِكَ، وَ بِرَحْمَتِكَ وَ عَافِيَتِكَ، وَ صَلِّ اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ أَجْمَعِينَ، وَ سَلِّمْ تَسْلِيمًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. (24)

ترجمہ :

سلام ہو آدم پر جو برگزیدہ ہی خدا کا۔ سلام ہو نوح پر جو نبی اللہ ہیں۔ سلام ہو ابراہیم جو خدا کی خلیل ہیں۔ سلام ہو موسیٰ پر جو کلیم اللہ ہیں۔ سلام ہو عیسیٰ پر جو روح اللہ ہیں۔ اے رسول خدا آپ پر سلام ہو، اے بہترین مخلوق خدا آپ پر سلام ہو۔ اے صفی خدا آپ پر سلام ہو۔ اے خاتم انبیاء محمد بن عبداللہ آپ پر سلام ہو۔ جاری ہے:

1. دلائل الامامہ ص / ۳۰۹۔
3. وسیلہ المعصومہ بنقل نزہۃ الابرار۔
4. مستدرک سفینۃ البحار ج / ۸ ص / ۲۵۷۔
5. سفینۃ البحار 2/376؛ تاریخ قم 7/۔
6. بحارالانوار ج ۶۰ صفحہ ۲۱۶
7. زندگانی حضرت معصومہ / آقائے منصوری : ص / ۱۲، بنقل از ریاض الانساب تالیف ملک الکتاب شیرازی۔
8. وسیلۃ المعصومیہ : میرزا ابو طالب بیوک ص / ۶۸، الحیاة السیاسیة للامام الرضا علیہ السلام: جعفر مرتضیٰ عاملی ص / ۴۲۸، قیام سادات علوی : علی اکبر تشید ص / ۱۶۸۔
9. دریائے سخن تالیف سقازادہ تبریزی : ص / ۱۲، بنقل از ودیعہ آل محمد صل اللہ علیہ و آلہ / آقائے انصاری۔
10. تاریخ قدیم قم ص / ۲۱۳۔
11. خطبہ حضرت در شام
12. تاریخ قدیم قم ص / ۲۱۴۔
13. سفینۃ البحار ج / ۲، ص / ۳۷۶۔
14. ثواب الأعمال و عیون اخبار الرضا علیہ السلام۔ عوالم العلوم، ج ۲۱، ص ۳۵۳ بحوالہ اسنی المطالب ص ۴۹ تا ص ۵۱۔
15. بحار ج ۴۸ صفحہ ۳۰۷۔
16. عیون اخبار الرضا علیہ السلام۔
17. کامل الزیارة
18. زبدۃ التصانیف، ج ۶، ص ۱۵۹، بحوالہ کریمہ اہل بیت، ص ۳۔
19. کامل الزیارات ص ۱۱۔
20. بحار الانوار ج ۱۰۱، ص ۴۲۔

21- بحار الانوار ج ١٠١، ص ٤٣.

22- بحار الانوار ج ١٠٢، ص ٣٣.

23- بحار الانوار ج ١٠٢، ص ٢٦٥.

24- بحار الانوار ج ١٠٢/، ص ٢٦٦.